تبصرہ کتب

استنبول سے رباط تک

مولف : ڈاکٹر عمران این حسین' ترجمہ و تلخیص : **محمد سردار اعوان**
ناشر : مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور' صفحات : ۱۱۰' قیمت : ۳۰ روپے
——— تبصرہ نگار : حافظ **محمد** سجاد تترالوی ———

خلافت اسلامیہ' امت مسلمہ کے اتحاد و یک جہتی کا ایک نمائندہ ادارہ رہا ہے اور اس کے ساتھ مسلمانوں کی دینی و دنیاوی ہر لحاظ سے وابستگی رہی ہے۔ خلافت بنو امیہ و بنو عباس کا عہد' قطع نظر اس سے کہ اس میں خلافت راشدہ جیسی خصوصیات نہ تھیں' وحدت امت کا نقیب رہا۔ اسی دوران میں آٹھویں' نویں' دسویں صدی عیسوی میں جبکہ اسلام کی علمبرداری اور عالم اسلام کی سیادت بنو امیہ و بنو عباس کے پاس تھی' روئے ارضی کے ایک بڑے حصے پر ان کے دین و مذہب' ان کی تہذیب و تمدن' ان کے علوم و فنون اور شان و شوکت کا سکہ رواں رہا۔

بارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی میں امت مسلمہ کمزور ہونا شروع ہوئی۔ ایک طرف صلیبی طوفان کے ریلے آنے شروع ہوئے' اور ۱۰۹۹ء میں مسجد اقصیٰ پر صلیبیوں کا قبضہ ہوا جو اٹھاسی (۸۸) برس تک قائم رہا۔ اور دوسری طرف فتنہ تاتار کے طوفان عظیم نے ہر جگہ تباہی مچا دی۔ پھر تیرہویں صدی عیسوی میں امت مسلمہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی یہ شان ظاہر ہوئی کہ

"ہے عیاں فتنہ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے"

کے مصداق' خود انہی ترکان چنگیزی کا بڑا حصہ اسلام لے آیا۔ انہیں میں سے ترکان تیموری نے ہندوستان میں ایک عظیم الشان مسلم سلطنت کی بنیاد رکھی اور دوسرے یعنی ترکان عثمانیہ نے ابتداء ایشیاء کوچک میں قدم جمائے اور پھر رفتہ رفتہ اس عظیم مسلم مملکت کی بنیاد رکھی جس کی بالادستی ایک طرف مشرقی یورپ تک تھی اور دوسری طرف شمالی افریقہ سمیت پورے عالم اسلام تک۔ گویا خلافت عثمانیہ کے استحکام کے ذریعے ملت کی نشاۃ ثانیہ ہوئی۔

آٹھ صدیوں کے بعد عالم اسلام میں پھر اسی قوت کا خلاء پیدا ہو گیا جو گیارہویں صدی عیسوی میں دولت عباسیہ کے اضمحلال کے باعث پیدا ہوا تھا۔ خلافت عثمانیہ جو صدیوں سے مغربی استعمار

کے سیلاب بلا کو روکے ہوئے تھی' جنگ عظیم میں اس کی شکست کے بعد اتحادی افواج نے اس کے حصے بخرے کر کے برطانیہ' فرانس' اطالیہ اور یونان نے آپس میں تقسیم کر لئے۔ تنسیخ خلافت (۱۹۲۴ء) سے لے کر ۱۹۵۰ء تک مغربی سامراج کے زیر تسلط ان مسلم علاقوں اور ممالک میں بھی وطنیت و قومیت کے جراثیم سرایت کر گئے اور پورا عالم اسلام متحد ہونے کی بجائے چھوٹی چھوٹی قومی ریاستوں میں تقسیم ہو گیا۔ زیر تبصرہ کتاب "استنبول سے رباط تک" دراصل ۱۹۲۴ء میں تنسیخ خلافت کے بعد رباط کانفرنس ۱۹۶۹ء تک عالم اسلام کے کسی متحدہ نظام یا ادارہ کے قیام کی مساعی کا تاریخی جائزہ ہے۔ فاضل مولف کا یہ تحقیقی مقالہ ہے جو انہوں نے پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لئے پیش کیا۔ اور زیر نظر کتابچہ اسی مقالے کا ترجمہ اور تلخیص ہے۔ فاضل محقق نے اپنے مقالے کو آٹھ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ یعنی (۱) خلافت' حجاز اور سعودی قومی ریاست' (۲) خلافت عثمانیہ کا خاتمہ' (۳) خلافت کانفرنس قاہرہ ۶ مئی ۱۹۲۶ء' (۴) ورلڈ مسلم کانگریس مکہ' جولائی ۱۹۲۶ء' (۵) اقصیٰ اسلامی کانگریس یروشلم' دسمبر ۱۹۳۱ء' (۶) جنگ عظیم دوم کے بعد' (۷) او۔ آئی۔ سی کے قیام سے پہلے کے حالات اور (۸) رباط اسلامی سربراہی کانفرنس ستمبر ۱۹۶۹ء۔

خلافت عثمانیہ کے انتشار کے بعد عالم اسلام کے اتحاد اور ایک متحدہ نظام کے قیام کے لئے جو کوششیں ہوئیں' فاضل مصنف نے ان کا معروضی جائزہ پیش کیا ہے۔ ان کوششوں اور کانفرنسوں کے تجزیاتی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں مغربی سامراجی طاقتوں نے عالم اسلام کے اتحاد و یک جہتی میں رکاوٹیں ڈالیں اور ان کے خلاف سازشیں کیں' وہاں یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ مغربی استعماریت نے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے مسلمانوں کو ہی استعمال کیا۔ کہیں وطنیت و قومیت کے ذریعے اور کہیں تفرقہ و پروپیگنڈہ کے ذریعے امت مسلم کو منتشر کیا۔ مثلاً بقول محقق "برطانیہ نے عثمانی خلافت کے خاتمے کے لئے شریف مکہ کی مالی' سفارتی اور فوجی مدد کی تاکہ حرمین کو خلیفہ کے کنٹرول سے آزاد کروا کر مسلمانوں کی مرکزیت ختم کی جائے"۔ (ص ۱۴) "اور پھر شریف مکہ کے خلاف ابن سعود کو پانچ ہزار پونڈ کے عوض رام کر لیا" (ص ۱۵)۔ "۱۹۲۴ء میں خلافت عثمانیہ کی تنسیخ کے مسئلہ پر جب قاہرہ میں بین الاقوامی خلافت کانفرنس کے انعقاد کی کوششیں شروع ہوئیں تو ابن سعود سے مکہ میں ایک متبادل کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کروا دیا۔ اور اس کے اعلامیہ میں خلافت کے مسئلے کو سرے سے خارج کر دیا گیا" (ص ۱۶)۔ "قاہرہ کانفرنس اور ورلڈ مسلم کانگریس مکہ بحث و مباحثہ کی نذر ہو گئیں۔ ان سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ ان کا مقصد اسلام کے حقیقی نظام حکومت کو ایک طرف رکھتے ہوئے نئے قومی ریاستی نظام کو پروان چڑھانا تھا۔ ۱۹۳۱ء میں اقصیٰ

اسلامی کانگریس یروشلم میں منعقد ہوئی جس میں ہندوستان سے علامہ اقبال بھی شریک ہوئے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ دارالسلام کی بجائے دارالحرب میں بیٹھ کر عالم اسلام کی یک جہتی و اتحاد کے لئے کوششیں ہو رہی تھیں، جس میں ڈاکٹر محمد اقبال نے خبردار کیا کہ اسلام کو اصل خطرہ صیہونیت اور سامراجی طاقتوں سے نہیں بلکہ ملحدانہ مادہ پرستی اور وطنی قومیت سے ہے" (ص ۴۸)۔

فاضل مولف نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ان سربراہی کانفرنسوں کے شرکاء عوامی نمائندے نہ تھے، بلکہ خاندانی بادشاہتوں یا فوجی آمریتوں کی پیداوار تھے۔ انہوں نے جو فیصلے کئے ان کا مقصد باہمی اتحاد کو مضبوط کرنا نہیں تھا بلکہ "مشترک دشمن" یعنی مقامی اسلامی تحریکوں کے خلاف ایک دوسرے کو مدد فراہم کرنا تھا (ص ۷۰)۔

رباط کانفرنس سے قبل جو سربراہی کانفرنسیں منعقد ہوئیں ان میں اتحاد امت اور عالم اسلام کے استحکام کی بجائے زیادہ تر سطحی مفادات اور اپنی اپنی حکومتوں کے استحکام کے لئے کوششیں زیادہ رہیں۔ مثلاً شاہ فیصل کی ۱۹۶۵ء سے ۱۹۶۹ء تک سربراہی کانفرنس منعقد کرانے کا مقصد جمال عبدالناصر کے مغرب مخالف عرب نیشنلزم اور ملحدانہ سوشلزم وغیرہ کا مقابلہ کرنا تھا (ص ۴۷)۔

۱۹۲۴ء سے لے کر رباط کانفرنس ۱۹۶۹ء تک اسلامی اتحاد کی جو بھی مساعی ہوئیں قوم پرستی اور سیکولرازم کے زیر اثر قومیت کی بنیاد پر اسلامی ریاستوں کے تصور نے انہیں ناکام بنا دیا۔ رباط کانفرنس کو کامیابی ملی تو اس کا سبب اسلام کا وہ عالمگیر تصور تھا جسے مسجد اقصیٰ کے واقعہ سے مہمیز ملی تھی (ص ۱۰۹)۔ آخر میں فاضل محقق یہ مشورہ دیتے ہیں کہ "نظام اسلام کے ساتھ مطابقت پیدا کرنے کے لئے عالم اسلام کو موزوں قیادت لانے کی ضرورت ہے..... ایسا کرنا مغربی سیکولر جمہوری نظام سے ممکن نہیں، بلکہ اس کے لئے ایرانی انقلاب کی طرز پر مروجہ نظام کے خلاف ٹکر لی جائے" (ص ۱۱۰)۔

المختصر زیر تبصرہ کتاب، عالم اسلام کے اتحاد اور ایک نمائندہ ادارے کے قیام کی کوششوں کا مربوط احاطہ ہے، مگر فاضل مترجم نے مقالے کی ترجمانی کرتے ہوئے اس کی تلخیص پیش کی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس قدر اہمیت کے حامل موضوع کو اصل متن کے ساتھ شائع کیا جائے۔ ظاہر ہے پی ایچ ڈی کے لئے لکھے گئے مقالہ کو استنادی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ مذکورہ مقالہ بھی ماخذ و مصادر سے مزین ہوگا، جبکہ مترجم نے کسی ایک حوالہ اور ماخذ کی بھی نشاندہی نہیں کی۔ آئندہ ایڈیشن میں اگر اصل متن کے ساتھ ترجمہ دیا جائے، اور اس کے ساتھ مصادر و مراجع کی بھی نشاندہی کی جائے تو مذکورہ کتاب تاریخی دستاویز کا کام دے سکتی ہے۔